شعر و ادب:

# کلام اقبال میں قرآنی افکار کا پرتو

شمیم ارشاد اعظمی

اقبال ایک ایسی ممتاز اور عالمگیر شخصیت کے مالک ہیں جن کی شاعری فکر و فن اور فلسفہ خودی پر اب تک اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ شاید ہی اس صدی کے کسی رجل عظیم پر اتنی زیادہ توجہ صرف کی گئی ہو تاہم یہ کہنا دشوار ہے کہ ان پر مزید کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں! اقبال مطالعہ کا ایک ایسا موضوع بن چکے ہیں۔ جس پر آئندہ بھی بقدر ظرف و وسعت بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا۔

سطور ذیل میں ایک طالب علمانہ جائزہ اس موضوع پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کلام اقبال میں افکار قرآنی کی کس حد تک ترجمانی ہے۔ اقبال کے کلام کی اسی خصوصیت نے انہیں شاعر اسلام کا خطاب بھی عطا کیا۔

علامہ اقبال ۹ رنومبر ۱۸۷۷ء کو ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ایام طفولیت میں گھر پر پائی۔ اس کے بعد مقامی کالجوں میں البتہ اعلیٰ تعلیم کے لئے انھوں نے لندن تک کا سفر کیا۔ جہاں مغربی ماہرین تعلیم کے زیر نگرانی علوم جدیدہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور وہاں رہ کر مغربی تہذیب کو بہت قریب سے دیکھا اور پرکھا۔ نیز مغربی طرز معاشرت اور اس کی اقدار کا بھر پور تنقیدی جائزہ لیا۔ کہتے ہیں:

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیوان ہے یہ ظلمات ؎
یہ علم، یہ حکمت، یہ سیاست، یہ تجارت
جو کچھ ہے وہ ہے فکر ملوکانہ کی ایجاد ؎

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن ، اندرون چنگیزی سے تاریک تر ؎

تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے
یہ وادی ایمن نہیں شایان تجلی ؎

فساد قلب ونظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف ؎

علامہ اقبال جہاں ایک عظیم المرتبت مفکر وفلسفی اور ایک بلند پایہ محقق وصاحب طرز ادیب تھے، وہیں وہ قرآن کے شیدائی اور اس کی تعلیمات کے زبردست خوشہ چیں بھی تھے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں:

”وہ اصلاً فلسفہ اور اس کے بعد کتب الہی کے طالب علم تھے، ان کا مطالعہ نہایت متنوع اور عمیق تھا ؎

اقبال کی فکر چونکہ اسلامی تھی ، اس لئے انہوں نے قرآن کریم کو اپنے فکر کی بنیاد قرار دیا۔ تلاوت قرآن کریم ان کے روزانہ کے معمولات میں سے تھی، تلاوت بآواز بلند کرتے تھے، اور چونکہ تلاوت کے دوران وہ فہم قرآن کا پورا اہتمام کرتے تھے، اس لئے ان کی آواز میں بلا کی سوز اور ان کے دل پر تاثیر کی کیفیت ہوتی تھی، مولانا علی میاں نقوش اقبال میں رقمطراز ہیں:

”اقبال کا قرآن پڑھنا عام لوگوں کے پڑھنے سے بہت ہی مختلف رہا ہے، جیسا کہ خود اقبال نے اپنے قرآن مجید پڑھنے کے سلسلے میں ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ان کا یہ ہمیشہ کا دستور تھا کہ روزانہ بعد نماز صبح قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے ، اقبال کے والد جب انہیں دیکھتے تو فرماتے کیا کررہے ہو؟ اقبال جواب دیتے قرآن پڑھ رہا ہوں ، کچھ دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہا آخر ایک دن اقبال نے پوچھا ، ابا جان ! آپ مجھ سے

روزانہ پوچھتے ہیں اور ایک ہی جواب دیتا ہوں اور پھر آپ خاموش چلے جاتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ میں تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ تم قرآن اس طرح پڑھا کرو کہ جیسے قرآن اسی وقت تم پر نازل ہو رہا ہے۔ اس کے بعد اقبال نے قرآن برابر سمجھ کر پڑھنا شروع کیا اور اس طرح کہ گویا وہ واقعی ان پر نازل ہو رہا ہے۔ اپنے ایک شعر میں بھی وہ اس کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔''[8]

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

اور ان کی اس کیفیت قرأت وتلاوت سے متعلق مرزا جلال الدین تفسیر اقبال میں یوں رقم طراز ہیں:

''مطالب قرآن پر علامہ اقبال کی نظر ہمیشہ رہتی، پڑھتے وقت کلام پاک کے ایک ایک لفظ کو پڑھتے، بلکہ نماز کے دوران جب بآواز بلند پڑھتے تو بھی آیات قرآن پر فکر کرتے۔ اور ان سے متاثر ہو کر رو پڑتے۔ ڈاکٹر صاحب کی آواز میں ایک خاص قسم کی کشش تھی۔ جب وہ قرآن کریم کو بآواز پڑھتے سننے والوں کا دل پگھل جاتا۔[9]

علامہ اقبال کا اسلام وقرآن سے غیر معمولی شغف کے ساتھ ساتھ پیغمبر اسلام سے بھی انتہا درجہ کی والہانہ محبت تھی، ان کی پوری زندگی عشق رسول کی آئینہ دار تھی، ان کا زندہ جاوید کلام اس کا واضح ثبوت ہے۔ اقبال کو گرچہ مدینۃ الرسولؐ میں حاضری کا شرف حاصل نہ ہو سکا، لیکن انھوں نے اپنے جذبۂ شوق، دل بیتاب اور قوت تخیل کے ذریعہ حجاز کی سرمست فضاؤں میں بار بار اڑانیں بھری ہیں اور ان کی طائر فکر ہمیشہ ایوان رسالت کا طواف کرتی رہی ہے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف[10]

ان کی زندگی کے دن جوں جوں گزرتے گئے۔ ان کا پیمانۂ عشق رسولؐ اس طرح

لبریز ہوتا گیا کہ مدینہ کا نام آتے ہی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو چھلک پڑتے۔ مولانا ابوالحسن علی فرماتے ہیں:

"جوں جوں زندگی کے دن گزرتے گئے، اقبال کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت والفت بڑھتی ہی گئی، یہاں تک کہ آخری عمر میں جب بھی ان کی مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا یا مدینہ منورہ کا تذکرہ ہوتا تو اقبال بے قرار ہوجاتے، آنکھیں پُرآب ہوجاتیں، یہاں تک کہ آنسو رواں ہوجاتے یہی وہ گہری محبت تھی جو ان کی زبان سے الہامی شعروں کو جاری کردیتی تھی"۔[۱]

علامہ اقبال کی زندگی درویشانہ، مزاج شاہانہ اور عمل صوفیانہ تھا، ان پر دنیا کا رنگ بالکل اثر انداز نہ ہوسکا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ انکا تعلق کتاب الٰہی سے اس قدر جڑا ہوا تھا، اور انکی زندگی عشق رسولؐ سے اس درجہ سرشار تھی کہ لقد کان لکم فی رسول اسوۃ حسنۃ:[۲] (تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے) کا فرمان الٰہی ان کا منتہائے آرزو تھا۔

اگرچہ علامہ اقبال نے یورپ کی دانشگاہوں اور جامعات میں رہ کر فلسفہ قدیم وجدید کی تعلیم حاصل کی اور ان کا وسیع مطالعہ کیا، لیکن کتاب الٰہی کا مطالعہ اور اسکے اسرار وحکم کی معرفت نے ان کی فکری دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کردیا۔ اور پھر انہوں نے اس کے اظہار وابلاغ کے لئے شعری آہنگ اختیار کیا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے اقبال کو خاص اسی کام کے لئے ہی منتخب کیا تھا، تاکہ ان کے اس الہامی طرز فکر اور دل آویز شعری پیرایۂ بیان کے ذریعہ دعوت دین کا فریضہ انجام پائے۔

واقعہ یہ ہے کہ اقبال کا کلام آیات قرآنی کا ترجمان اور سنت نبوی کا بیان ہے۔ جہاں قرآن کے اسرار وغوامض تک پہنچنے اور سنت کی حیثیت واہمیت کو سمجھنے کے لئے نارسا کوتکلف سے کام لینا پڑتا ہے، وہاں اقبال کا کلام باطنی تدبر سیدھی رہنمائی کرتا نظر آتا

ہے۔ پروفیسر رشید الدین قمر طراز ہیں:

"یہ ایک حقیقت ہے کہ مذہبی کتب کے براہ راست مطالعہ سے بعض طبائع واذہان اتنے متاثر نہیں ہوئے جتنا انہی حقائق کو اقبال کے کلام میں مطالعہ کر کے مطمئن ہو گئے ہیں یہاں تک کہ اقبال کے مشہور لکچرز (اسلام کی تشکیل نو) میں جو باتیں کہی گئی ہیں ان کو جہاں تہاں تسلیم کرنے میں علماء کو تامل ہوا ہے، لیکن انہی حقائق کو اقبال کی شاعری میں سن یا پڑھ کر بے ساختہ قائل ہو جاتے ہیں اس طرح جیسے وہ نکتے اپنے تمام معارف وبصائر کے ساتھ براہ راست ان پر منکشف ہو گئے ہیں "۱۴

توحید قرآنی فکر کی بنیاد ہے، پوری کائنات کی فطرت بھی توحیدی ہے۔ (ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو ۱۴: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) یہی وجہ ہے کہ کلام اقبال میں توحید ایک مرکزی نقطہ کی حیثیت سے ہمیں ملتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

خودی کا سر نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاع غرور کا سودا
فریب سود و زیاں ! لا الٰہ الا اللہ
یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گماں ! لا الٰہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زماں و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں ! لا الٰہ الا اللہ ۱۵

انسان کی عظمت وسربلندی اسی عقیدہ توحید کو تسلیم کرنے میں ہے۔ (وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔۱۷ حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے)۔ اقبال کہتے ہیں:

رہے گا تو جہاں میں یگانہ ویکتا
اتر گیا جو ترے دل میں لاشریک لہ ۱۷
نہاد زندگی میں ابتدا "لا" انتہا "الا"
پیام موت ہے جب "لا" ہوا "الا" سے بیگانہ ۱۸
وہ ملت روح جس کی "لا" سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقین جانو ہوا لبریز اس امت کا پیمانہ ۱۹

اقبال کے نزدیک سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت اور جمہوریت ایسے نظام ہائے حیات ہیں جن سے انسانی مسائل حل ہونے کے بجائے مزید الجھتے ہیں اور اس سے بھیانک قسم کے نتائج پیدا ہوتے ہیں فرماتے ہیں:

سخت باریک ہیں امراض امم کے اسباب
کھول کر کہیے تو کرتا ہے بیاں کوتاہی!
دین شیری میں غلاموں کے امام اور شیوخ
دیکھتے ہیں فقط اک فلسفۂ روباہی!
ہو اگر قوت فرعون کی درپردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی! ۲۰

☆☆☆

فرنگ سے بہت آگے ہے منزل مومن
قدم اٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں!

کھلے ہیں سب کے لئے غریبوں کے میخانے
علوم تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں !
اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری
ترے بدن میں اگر سوز لا الہ نہیں ا۲ے

اقبال مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہیں:

لادینی و لاطینی ! کس پیچ میں الجھا تو
دارو ہے ضعیفوں کا لا غالب الاھو
صیاد معانی کو یورپ سے ہے نومیدی
دلکش ہے فضا لیکن بے نافہ تمام آہو ! ۲۲ے

☆☆☆☆

اپنی ملت پر قیاس ، اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ۲۳ے

☆☆☆

کر بلبل وطاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے ، طاؤس فقط رنگ ۲۴ے

قرآن مجید میں ہے (وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ! ۲۵ے اور اے نبی اگر تم لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جوزمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکادیں گے۔)

توحید کائنات کی روح ہے اسی سے دنیا میں روشنی ہے قرآن مجید میں ہے۔(اللہ نور السموت والارض ۲۶ے: اللہ آسمان وزمین کا نور ہے۔) اقبال کہتے ہیں:

خرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے

جہاں روشن ہے نور لا الٰہ سے
فقط اک گردش شام و سحر ہے
اگر دیکھیں فروغ مہر و مہ سے [۲۷]

اقبال کے نزدیک توحید ہی وہ قوت ہے جو مومن کو کارزار حیات میں کامیاب و سرفراز کرتی ہے۔

مرد سپاہی ہے، وہ اس کی زرہ الا
سایہ شمشیر میں اس کی پنہ لا الٰہ [۲۸]

افسوس! آج مومن کا دل اور اس کی نگاہ اس زندہ قوت سے محروم ہے جس کا رونا اقبال نے یوں رویا ہے:

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے [۲۹]
خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں [۳۰]
زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علم کلام!
روشن اس ضو سے اگر ظلمت کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام
میں نے اے میر سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہیں نیام [۳۱]

اقبال مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نغمہ ابھی ہوئی ہے رنگ و بو میں!

خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں !
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی
اماں شاید ملے اللہ ھو میں ۴۲؎

خودی میں ڈوب زمانے سے ناامید نہ ہو
کہ اس کا زخم ہے درپردہ اہتمام رفو !۴۳؎

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام !۴۴؎

قرآن شرک کو ظلم عظیم سے تعبیر کرتا ہے۔ (ان الشرک لظلم عظیم: ۴۵؎ حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے ) کیونکہ شرک ایک ایسا نظریہ وعمل ہے جو فطرت کے خلاف ہے، توحید وحدت اور مرکزیت عطا کرتی ہے۔ جبکہ شرک اس وحدت کو توڑ کر انسانیت کو نسل ونسب ،رنگ وخون ،قوم ووطن میں تقسیم کر دیتا ہے۔

تفریق ملل حکمت افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملت آدم !
مکے نے دیا خاک جنیوا کو یہ پیغام
جمعیت اقوام کہ جمعیت آدم ؟ ۴۶؎

شرک کی قدیم صورتیں آج بھی موجود ہیں۔ اقبال کہتے ہیں:

عقل کو ملتی نہیں اپنے بتوں سے نجات
عارف وعامی تمام بندۂ لات ومنات ۴۷؎

اقبال کے نزدیک ”وطن“ تہذیب نو کے تراشیدہ بتوں میں سب سے بڑا خدا ہے۔

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنائی روش لطف وستم اور

مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آذر نے ترشوائے صنم اور ۴۸
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

آگے کہتے ہیں:

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے ۴۹

اقبال کے نزدیک دانش فرنگ کی چمک دمک سحر سامری سے کچھ کم نہیں، اور اس سحر کو توڑنے کے لئے ضرب کلیمی ناگزیر ہے: فرماتے ہیں:

تازہ پھر دانش حاضر نے کیا سحر قدیم
گذر اس عہد میں ممکن نہیں چوب کلیم ۵۰

اور مخالفانہ انسانیت سے یہ فرنگی غلاظتیں اس وقت تک دور نہیں ہوں گی۔ جب تک کہ کوئی ساقی مئے لا الہ نہیں آجاتا۔ جیسا کہ آج چودہ سو برس پہلے ساقی کوثر نے یہ فریضہ انجام دیا تھا۔

اقبال کہتے ہیں:

مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لاالہ الاھو ۵۱

"دانش حاضر" کس قدر ذہنی وفکری انتشار میں مبتلا ہے، اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے:

جہاں کی روح رواں لاالہ الاھو
مسیح و میخ و چلیپا یہ ماجرا کیا ہے ؟ ۴۲

ایک طرف ابدی اور بدیہی حقیقت "الاالہ الاھو" کا اقرار تو دوسری طرف غیر اللہ (مسیح و میخ و چلیپا) کے در پر جبیں سائی، سچ کہا اقبال نے:

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگر چہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات ومنات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات ۴۳

اعلان خداوندی ہے کہ (واذاسالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ۴۴: اے نبی میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انھیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو اس کی پکار سنتا ہوں۔)

مغرب کے ذہنی انتشار نے خالق ومخلوق کے درمیان "پیران کلیسا" کا پردہ حائل کردیا ہے۔

اقبال کہتے ہیں:

کیوں خالق و مخلوق میں حائل ہیں پردے
پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو ۴۵

کائنات میں دو ہی نظام کارفرما ہیں، ایک الٰہی نظام جس کے داعی انبیاء و رسل۔ دوسرا ابلیسی نظام جس کی نمائندگی فرعون، ابولہب وغیرہ کرتے رہتے ہیں۔ آج کے دور میں مغرب اس کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے:

قرآن مجید میں ہے (أأرباب متفرقون خیرام الله الواحد القهار:۶ٍ کیا الگ الگ بہت سے رب بہتر ہیں یا اکیلا اللہ ہی سب پر حاوی وغالب؟ )

اقبال کہتے ہیں:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ؐ شرار بولہبی سے ۷ٍ

☆☆☆

تری حریف ہے یارب سیاست افرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر ورئیس !
بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس ! ۸ٍ

☆☆☆

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے
دیکھئے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون
حکمت و تدبر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا " وقد کنتم به تستعجلون
"کھل گئے "یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف 'ینسلون ۹ٍ

(اثم اذا ماوقع آمنتم به آلئن وقد کنتم به تستعجلو۱۰ ؎ کیا وہ جب تم پر آپڑے اس وقت تم اسے مانو گے؟ (اس وقت کہا جائے گا) کہ اب بچنا چاہتے ہیں، حالانکہ تم خود ہی اس کے جلدی آنے کا تقاضا کر رہے تھے)۔

قرآن مجید میں ہے ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفا کأنهم

بنیان مرصوص: (بے شک اللہ کو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔) اقبال کہتے ہیں:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر!
جو کرے گا امتیاز رنگ و خون مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر ۵۲

فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں ۵۳

اقبال کے نزدیک مسلمانوں کی زبوں حالی، نکبت اور محکومی کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے بجائے اسے طاقوں کی زینت بنا کر رکھ دیا ہے یا اسے گلے میں پہننے کا تعویذ بنا دیا۔ اور محض برکت حاصل کرنے کے لئے بغیر سمجھے بوجھے تلاوت کی ایک چیز بنا دی۔

زمین کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآن کو چلیپا کردیا تو نے! ۵۴

احکام تیرے حق ہیں، مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پازند! ۵۵

قرآن مجید میں ہے (اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم : ۵۶ ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا):

اقبال کہتے ہیں:

عطا اسلاف کا جذب دروں کر!
شریک زمرہ لایحزنون کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر ۵۷

سورہ اعراف میں آیا ہے کہ یہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہے، نہ کسی بادشاہ کی ہے نہ کسی گدا کی۔ مگر اللہ تعالیٰ جسے اس کا وارث قرار دے (قال موسیٰ لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده: ۵۸موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔)

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ دنیا کا اقتدار، جاہ، شہرت، عزت، دولت اور عیش و آرام جس سے وہ آج شاد کام ہے اور جس سے وہ لطف اندوز ہو رہا ہے اسے زوال نہیں بلکہ دوام حاصل ہے، تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔ اس خام خیالی کی وجہ صرف یہ ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ تنہا اس کی کوششوں اور صلاحیتوں کا صلہ و ثمرہ ہے، حالانکہ حقیقت شناسی کی راہ میں یہ سوچ آڑے آجاتی ہے کہ مشیت الٰہی کے تحت یہ عطیہ خداوندی ہے۔ غور کیجئے! مندرجہ بالا آیات قرآنی میں کس طرح اس حقیقت کو بے نقاب کیا گیا ہے اور علامہ اقبال نے کس طرح اسے شعر کے قالب میں ڈھالا ہے:

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
بادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمین ۵۹

ایک دفعہ علامہ اقبال کے پاس ایک پیر صاحب ملنے آئے تو فرمانے لگے کہ سرکار کی طرف سے لوگوں کو زمین مل رہی ہے میری طرف سے بھی ایک درخواست لکھ دیجئے، تاکہ میں بھی پا جاؤں، پیر صاحب کی درخواست کے جواب میں علامہ اقبال نے جو کہا وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ فرماتے ہیں:

"آپ کو معلوم ہے کہ یہ درخواست کس کے نام لکھنی چاہئے وہ ذرا جھجکے، تو علامہ

نے کہا، ایک مشہور کتاب ہے، جس کا نام قرآن ہے۔ یہ کتاب خدا نے اپنے آخری نبیؐ پر اتاری تھی، جس کا نام محمدؐ تھا، ان کی وفات کو تیرہ سو سال ہوگئے ہیں۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ زمین خدا کی ملکیت ہے۔ اب اگر کہو تو خدا کے نام درخواست لکھ دوں"۔

پیر صاحب پر ان باتوں کا بڑا اثر ہوا، انھوں نے کہا، خدا مالک ہے اس نے پیدا کیا ہے تو کھانے کو بھی دے گا۔ میں کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاؤنگا۔[10]

قرآن مجید میں ہے (له مافی السموت ومافی الارض ومابینهما وما تحت الثریٰ: [11]

مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو آسمان وزمین کے درمیان ہیں اور جو مٹی کے نیچے ہیں) اقبال کہتے ہیں:

دہ خدایا! یہ زمیں تیری نہیں تیری نہیں!

تیرے آباء کی نہیں تیری نہیں، میری نہیں [12]

بارش اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کو نازل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا اہتمام فرمایا ہے۔ سورہ ذاریات کی ان آیات کو دیکھئے:

والذاریات ذرواً فالحاملات وقراً فالجاریات یسرا [13]

قسم ہے ان ہواؤں کی جو گرد اڑانے والی ہیں۔

پھر پانی سے لدے بادل اٹھانے والی ہیں، پھر سبک رفتاری سے چلنے والی ہیں۔

اس کی ترجمانی اقبال نے یوں کی ہے:

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟

کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟

کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار؟

خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟ [14]

قرآن مجید میں ہے (امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماءً فانبتنا به حدائق ذات بهجة ماکان لکم ان تنبتوا شجرها أإله مع الله بل هم قوم یعدلون۔۱۵)

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا، کیا اللہ کے ساتھ دوسرا خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے بلکہ یہی لوگ راہ راست سے ہٹ کر چلے جارہے ہیں) اقبال کہتے ہیں:

کس نے بھر دی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟
وہ خدایا! زمین تیری نہیں، تیری نہیں!
تیرے آباء کی نہیں تیری نہیں میری نہیں!۱۶)

کائنات کی ہر چیز کو ایک نہ ایک دن ختم ہونا ہے۔ آسمان وزمین چاند، تارے، اشجار وانہار، مرغ وماہی وغیرہ سب کو فنا ہونا ہے، باقی رہنے والی کوئی چیز ہے تو صرف رب اعلیٰ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

ارشاد خداوندی ہے (کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربک ذوالجلال والاکرام: ۱۷) ہر وہ چیز جو اس سرزمین پر ہے فنا ہوجانے والی ہے۔ اورصرف تیرے رب کی جلیل وکریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے) آیات کا یہی وہ مفہوم ہے جسے علامہ اقبال نے اپنے لفظوں میں یوں ادا کیا ہے:

ہر شے مسافر ہر چیز راہی
کیا چاند تارے کیا مرغ وماہی ۱۸)

جس طرح سمندر میں مدو جزر آتا ہے اسی طرح ہماری انسانی زندگی میں بھی اتار

چڑھاؤ آتا رہتا ہے۔تغیرات زمانہ سے ہر فرد وقوم کو دوچار ہونا پڑتا ہے ۔تغیر کے یہ واقعات حکمت الٰہی اور اسکے قانون آزمائش کے تحت پیش آتے ہیں، یہاں کسی ایک ہی حالت پر ٹکے رہنا نہ کسی فرد کے لئے ممکن ہے نہ کسی قوم کے لئے ۔قرآن مجید کا واضح بیان ہے کہ(تلک الایام نداولھا بین الناس۱۹؎ یہ تو زمانہ کے نشیب فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں) علامہ اقبال نے اس حقیقت کو یوں پیش کیا ہے:

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں ! ۲۰؎

اللہ تعالیٰ نے اہل سبا کو جن انعامات سے سرفراز کیا تھا، چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس نوازش پر اس کا شکر ادا کرتے،------لیکن انھوں نے ادائے شکر کے بجائے ناشکری کا رویہ اپنایا، اللہ تعالیٰ کی اس باب میں جو سنت رہی ہے وہ اس سے نہ بچ سکے۔ حال یہ ہوا کہ رب العزت نے ان پر سیل عرم کا عذاب مسلط کردیا، جس نے ان کے سرسبز وشاداب باغات کوتہس نہس کرکے رکھ دیا۱۔ اور انکی عقل وفطرت علم وہنر اورحکمت وتدبیر کچھ بھی ان کے کام نہ آسکی ۔تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ یہ نہایت سرسبز وشاداب خطۂ ارض تھا، جو یمن سے لیکر شام تک پھیلی ہوئی شاہراہ کے دونوں طرف حسین باغات کی صورت میں تھا، ارشاد باری ہے۔

(فاعرضوا فارسلنا علیھم سیل العرم ۱؎

انھوں نے اعراض کیا تو ہم نے ان پر سیل عرم مسلط کردیا)

علامہ اقبال نے قوم سبا کے زوال کی اس عبرت انگیز تاریخ کو اس طرح بیان کیا ہے:

اس سیل سبک سیر وزمین گیر کے آگے
عقل و نظر علم وہنر ہیں خس وخاشاک ۲؎

ارشاد خداوندی ہے:

قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون ۳؎

بس ان سے کہہ دو کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو اوروں سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ سے اپنے رشتۂ توکل کو استوار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کی تلقین نبی اکرمؐ نے بھی کی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: ۴؎

"من احب ان یکون اقوی الناس فلیتوکل علی اللہ ومن احب ان یکون اغنی الناس فلیکن بمافی یدیہ ومن احب ان یکون اکرم الناس فلیتق اللہ عزوجل۔

"جو شخص چاہتا ہو کہ وہ سب انسانوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے اسے چاہئے کہ اللہ پر توکل کرے۔ اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب سے بڑھ کر غنی ہو جائے اسے چاہئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس پر زیادہ بھروسہ رکھے بہ نسبت اس چیز کے جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے اسے چاہئے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے۔"

اس حدیث کے ایک ٹکڑے کا مفہوم علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے:

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں، غلامی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا! ۵؎

اس وقت کا خیال کیجئے جب نبی کریمؐ کے ساتھ شہر مکہ میں گنے چنے صرف چند آدمی تھے، وہ بھی کمزور اور ناقابل لحاظ، اس وقت یہ تصور کرنا محال تھا کہ آپ کا آوازہ دنیا بھر میں بلند ہو سکتا ہے۔ لیکن انھیں ناسازگار حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری سنائی کہ (ورفعنا لک ذکرک: ۶؎ اور بلند کیا تیرا آواز) اس وقت یقیناً کوئی شخص یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ رفع ذکر مشرکین کی اتنی زبردست مخالفت اور مزاحمت کے باوجود اس شان سے اتنے بڑے پیمانے پر ہوگا، علامہ اقبال نے اس رفع ذکر کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے ۷۹؎

اللہ کا قرب صرف ان لوگوں کو حاصل ہو سکتا ہے، جو ایمان لانے والے اور عمل صالح کرنے والے ہیں، ایسے صالحین مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر غیر ممنون کی بشارت دی ہے۔

الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون ۔۸۰؎

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔

سورہ نباء میں ہے ( ان للمتقین مفازا حدائق واعنابا وکواعب اترابا وکأساً دھاقا لایسمعون فیها لغوا ولاکذابا :۹۰؎ یقیناً متقیوں کے لئے کامرانی کا ایک مقام ہے باغ اور انگور اور نوخیز ہم سن لڑکیاں اور چھلکتے ہوئے جام۔ وہاں کوئی لغو وجھوٹی بات وہ نہ سنیں گے )

(وعندھم قاصرات الطرف عین کانھن بیض مکنون:۸۰؎ اور ان کے پاس نگاہیں بچانے والی خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی ) اور(حور مقصورات فی الخیام :۸۱؎ خیموں میں ٹھہری ہوئی حوریں۔) اقبال کہتے ہیں:

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گذر، بادہ وجام سے گذر ! ۸۲؎

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو انسانوں کے لئے مسخر کیا ہے، اور اس جہان رنگ وبو کی آرائش اس انسان کے لئے ہی ہے، اس دنیا پر انسان فطرت کو اپنی رضا اور اذن کے ساتھ مشروط کردیا ہے۔

الا ان الدنیا خضرة حلوة الاو ان الله مستخلفکم فیها فینظر کیف تعملون ۸۳؎

سنو! دنیا سرسبز وشاداب اور شیریں ہے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی خلافت عطا فرمائے گا تاکہ وہ اس بات کا جائزہ لے کہ تم کیا کرتے ہو؟

چنانچہ جو لوگ اس کی رعایت رکھیں گے ان کی اس زمین پر خلافت کے استحقاق کو تسلیم کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔(وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحات لیستخلفنهم فی الارض۔۸۴ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم لوگوں میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔

علامہ اقبال نے اس مفہوم کو اپنے شعر میں اس طرح ادا کیا ہے۔

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث

مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے! ۸۵

جہاں تمام ہے میراث مرد مومن کی

میرے کلام پہ حجت ہے نکتہ لولاک! ۸۶

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں آدم ثانی کہا جاتا ہے، ان کی شب و روز کی دعوت و ہمدردانہ کاوش ومحنت ان کی قوم کو ناگوار گذری۔ اور انہوں نے اپنے اس محسن کے احسان پر کوئی توجہ نہیں دی بلکہ جس قدر وہ ان کے پیچھے پتہ ماری کرتے رہے، اسی قدر ان کی بے نیازی میں اضافہ ہوتا گیا، آخر کار حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے رب کی بارگاہ میں یہ گذارش کرنی ہی پڑ گئی کہ (رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا ۸۷ اے میرے رب تو زمین پر ان کافروں میں سے ایک شخص کو بھی نہ چھوڑ)

علامہ اقبال نے مسلمانوں کو غیرت دلانے کے لئے اس تاریخی حقیقت کے حوالے سے اپنے رب سے التجا کی ہے کہ:

دل مرد مومن میں پھر زندہ کردے

وہ بجلی کہ تھی نعرہ لاتذر میں ۸۸

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ واقعہ بھی ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ (اتعبدون ماتنحتون ۸۹: کیا تم اپنی ہی تراشی ہوئی چیزوں کو پوجتے ہو) تو اس کے نتیجہ میں وہ آتش کدہ میں ڈال دیے گئے، لیکن مشیت ایزدی کہ وہ آتش کدہ گل گلزار میں تبدیل ہوگیا اور آپ اس سے زندہ وسلامت نکل آئے، یوں اسلام سرفراز اور باطل سرنگوں ہوا۔ علامہ اقبال نے تاریخ کے اس واقعہ کے حوالہ سے مسلمانوں کو ایمان کی دعوت دی ہے۔ کہتے ہیں۔

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا ۹۰

اور:

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لاالہ الااللہ ۹۱

نیز علامہ اقبال نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس واقعہ کی طرف توجہ مبذول کرنے کی لوگوں کو دعوت دی ہے، جب انہیں آخری عمر میں اولاد دی جاتی ہے اور یہ فرزند عزیز جب باپ کے ساتھ چلنے پھرنے اور دوڑدھوپ کرنے کے لائق ہوجاتا ہے تو اس نعمت خداوندی کے باب میں جو انہیں آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ قرآن کے الفاظ میں یہ ہے۔ (فلما بلغ معه السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یاابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شاء الله من الصابرین ۹۲

پس وہ جب اس کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچا، اس نے کہا! اے میرے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کررہا ہوں، تو غور کرلو! تمہاری کیا رائے ہے اس نے جواب دیا کہ اے میرے باپ آپ کو جو حکم دیا جارہا ہے اس کی تعمیل کیجیے، انشاء اللہ مجھے ثابت قدموں میں سے پائیں گے)

اقبال فرماتے ہیں:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی؟ ۹۳

چونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ایک ظالم اور سرکش فرمانروا فرعون اور اس کی قوم کی طرف ہوئی تھی، اس لئے بطور تائید دعوت کا آغاز معجزات کے ذریعہ کیا گیا، گرچہ سنت الٰہی معجزات کے بارے میں کچھ اور ہے، لیکن انہیں یہ معجزات فرعون کے ظالمانہ رویے اور اس کی ہٹ دھرمی کے پیش نظر دیے گئے تھے۔ چنانچہ وادی ایمن کی بابرکت سرزمین میں جب اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ تم اپنا عصا ڈال دو اور انہوں نے اس کو زمین پر ڈالا تو وہ سانپ بن گیا۔ اچانک یہ منظر دیکھ کر حضرت موسیٰ کچھ خوف زدہ ہوئے تو ایک درخت سے یہ آواز آئی (یاموسیٰ اقبل ولاتخف انک من الامنین:)۹۴ اے موسیٰ! آگے آؤ اور ڈرو نہیں تم بالکل مامون ہو)

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اقبال نے مسلمانوں کو اس سنت موسوی کی پیروی کی دعوت دی ہے اور اس پر تائید غیبی کا یقین دلایا ہے۔ فرماتے ہیں:

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف ۹۵

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک اور معجزہ ید بیضا عطا کیا گیا تھا، اس کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ (واضمم یدک الیٰ جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء: ۹۶ اور اپنے ہاتھ کو اپنے بازو کی طرف سکیڑ لو وہ وہاں سے سفید ہوکر بغیر کسی مرض کے نکلے گا۔)

اس آیت کے حوالہ سے علامہ اقبال فرماتے ہیں:

رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا! ۹۷

دعوت توحید کے پہلو بہ پہلو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ بھی کیا تھا، جو اس کے ظلم وجور کے شکنجے میں بری طرح جکڑے ہوئے تھے۔ آخر ش حکم خداوندی کے تحت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں راتوں رات لیکر چل کھڑے ہوئے اور فرعون نے ان کا تعاقب کیا، اور جب بنو اسرائیل نے آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر دیکھا تو وہ گھبرا گئے، اور انہیں اپنے گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ چنانچہ وہ موسیٰ سے الجھ پڑے کہ (انا لمدرکون) ۹۸ ہم تو دھر لیے گئے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اطمینان دلایا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ ہمارے لیے کوئی راہ نکالے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راستہ نکالا بھی۔ ارشاد ہے۔

واوحینا الیٰ موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطور العظیم ۹۹

ہم نے موسیٰ کو وحی کے ذریعہ حکم دیا کہ مار اپنا عصا سمندر پر، یکایک سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا عظیم الشان پہاڑی کی طرح ہو گیا۔

علامہ اقبال نے اس واقعہ کے حوالے سے یہ درس دیا ہے کہ

کھلتے نہیں اس قلزم خاموش کے اسرار
جب تک تو اسے ضرب کلیمی سے نہ چیرے ۱۰۰

(محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ۱۰۱ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں) یعنی اہل ایمان جہاں باہم صد درجہ نرم، ہمدرد و غم گسار ہیں وہیں وہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ایک ننگی تلوار ہیں۔ اس کی ترجمانی اقبال نے یوں کی ہے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن ۱۰۲

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگوں کو انذار فرماتے تو کفار ومشرکین آخرت پر ایمان لانے کے بجائے اس کا استہزا کرتے اور اس کی تعمیل کا مطالبہ کرتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں متنبہ فرمایا ہے کہ یہ کوئی مطالبہ کرنے کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ پناہ مانگنے کی چیز ہے۔ اس لئے کہ ابھی تو مہلت عمل ہے، لیکن جب وہ گھڑی آجائے گی، تب اگر چہ لوگوں کو ہوش آجائے گا مگر اس وقت کے ہوش کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ارشاد خداوندی ہے( فانی لھم اذا جائتھم ذکریٰ ھم:۱۰۳ جب وہ خود آجائے گی تو اس کے لئے نصیحت قبول کرنے کا کونسا موقع باقی رہ جائے گا) دوسری جگہ ہے(اثم اذا ماوقع آمنتم به الئن وقد کنتم به تستعجلون:۱۰۴

جب وہ تم پر آپڑے اسی وقت تم اسے مانو گے اب بچنا چاہتے ہو؟ حالانکہ تم خود ہی اس کے جلدی آجانے کا تقاضہ کررہے تھے)

ان آیات کی تصویر علامہ اقبال نے اس طرح کھینچی ہے:

حکمت و تدبیر سے فتنۂ آشوب خیز

ٹل نہیں سکتا وقد کنتم به تستعجلون ۱۰۵

تخلیق انسانی دوسری تمام مخلوقات سے اشرف اور احسن بتائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ تین میں فرمایا ہے۔(لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم: ۱۰۶ بیشک ہم نے آدمی کی ساخت اچھی سے اچھی بنائی) اسکے بعد کائنات کی ساری چیزیں انسانوں کے لئے مسخر کردیں(وسخر لکم مافی السموات والارض ۱۰۷)اس نے زمین وآسمان کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخر کردیں) انسان کو اپنی اس اشرفیت کا ادراک ہونا چاہیے۔

اقبال فرماتے ہیں:۱۰۸

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے

جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے

## حوالہ جات:


۱۔عمر حیات خاں غوری ، اقبال اور مودودی کا تقابلی مطالعہ ص ۲۰۴، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ، دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۲۔بال جبرئیل از کلیات اقبال ص ۲۹۹ ، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۳۔ارمغاں حجاز کلیات اقبال ص ۶۶۶، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۴۔ارمغان حجاز کلیات اقبال ص ۶۵۰ ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۵۔ضرب کلیم، کلیات اقبال ص ۶۰۲ ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۶۔ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۵۳۳، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۷۔مولانا ابو الحسن علی ندوی، نقوش اقبال ص ۷۲۔۷۳، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ چھٹا ایڈیشن ۱۹۸۵ء

۸۔مولانا ابو الحسن علی ندوی نقوش اقبال ص ۶۱ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، چھٹا ایڈیشن ۱۹۸۵ء

۹۔تفسیر اقبال، مصنف بہار الہ آبادی ص ۶۱ جمال پریس ۱۹۸۳ء

۱۰۔بال جبرئیل از کلیات اقبال ص ۳۳۲، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۱۱۔مولانا ابو الحسن علی ندوی، نقوش اقبال ص ۵۷۔۵۸، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ چھٹا ایڈیشن ۱۹۸۵ء

۱۲۔القرآن سورۃ الاحزاب آیت ۲۱۔

۱۳۔پروفیسر رشید الدین بحوالہ نقوش اقبال ص ۲۴

۱۴۔القرآن سورۃ الاحزاب آیت ۲۱

۱۵۔ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۲۷۷ ، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۱۶۔القرآن سورۃ المنافقون آیت ۸

۱۷۔ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۶۲۷

۱۸۔ایضاً ص ۵۲۵

۱۹۔ایضاً

۲۰۔ایضاً ص ۶۲۰

۲۱۔ایضاً ص ۶۳۹،۶۴۰

۲۲۔ایضاً ص ۶۳۴

۲۳۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۲۴۸

۲۴۔بال جبریل ایضاً ص ۳۶۸

۲۵۔القرآن سورہ الانعام آیت ۱۱۶

۲۶۔القرآن سورۃ النور آیت ۳۵

۲۷۔ارمغان حجاز از کلیات اقبال ص ۶۷۵

۲۸۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۸۹

۲۹۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۴۳

۳۰۔ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۴۹۷

۳۱۔ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۴۸۷

۳۲۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۷۵

۳۳۔ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۶۲۷

۳۴۔ایضاً ص ۶۲۱

۳۵۔القرآن سورہ لقمان آیت ۱۳

۳۶۔ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۵۲

۳۷۔ارمغان حجاز ایضاً ایضاً ص ۶۶۴

۳۸۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۱۶۰ ، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۳۹۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۱۶۰۔۱۶۱ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۴۰۔بال جبریئل از کلیات اقبال ص ۳۵۲

۴۱۔بال جبریئل از کلیات اقبال ص ۳۰۵

۴۲۔ارمغان حجاز از کلیات اقبال ص ۶۶۸

۴۳۔ضرب کلیم ایضاً ایضاً ص ۴۹۹

۴۴۔القرآن سورۃ البقرہ آیت ۱۸۶

۴۵۔بال جبریئل از کلیات اقبال ص ۴۰۲

۴۶۔القرآن سورۃ یوسف آیت ۲۹

۴۷۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۲۲۳

۴۸۔ضرب کلیم ایضاً ص ۶۰۴۔۶۰۵

۴۹۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۲۸۹

۵۰۔القرآن سورۃ یونس آیت ۵۱

۵۱۔القرآن سورۃ الصف آیت ۴

۵۲۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۲۶۵

۵۳۔ایضاً ص ۱۹۰

۵۴۔ایضاً ص ۳۷

۵۵۔بال جبریئل از کلیات اقبال ص ۳۱۲

۵۶۔القرآن سورۃ الفاتحہ آیت ۷

۵۷۔بال جبریئل از کلیات اقبال ص ۳۷۹

۵۸۔القرآن سورۃ الاعراف آیت ۱۲۸

۵۹۔ارمغان حجاز از کلیات اقبال ص ۱۵۵

۶۰۔اردو ڈائجسٹ ہما ۱۹۷۳ء

۶۱۔القرآن سورۃ طہٰ آیت ۶۱

۶۲۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۴۱۱

۶۳۔القرآن سورۃ الذاریات آیات ۱۔۳

۶۴۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۴۱۱

۶۵۔القرآن سورۃ النمل آیت ۶۰

۶۶۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۴۱۱

۶۷۔القرآن سورہ رحمٰن آیات ۲۶۔۲۷

۶۸۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۴۵

۶۹۔القرآن سورہ آل عمران آیت ۱۴۰

۷۰۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۱۶۸

۷۱۔القرآن سورۃ سبا آیت ۴۱

۷۲۔ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۴۹۱

۷۳۔القرآن سورہ الزمر آیت ۳۸

۷۴۔مولانا صدرالدین اصلاحی ، تلخیص تفہیم القرآن ص ۲۱۷، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ۱۹۸۴ء

۷۵۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۱۵ ، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ایڈیشن ۱۹۹۳ء

۷۶۔القرآن سورہ الم نشرح آیت ۴

۷۷۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۲۰۷

۷۸۔القرآن سورۃ التین آیت ۶

۷۹۔القرآن سورۃ النبا آیات ۳۱۔۳۵

۸۰۔القرآن سورہ الصافات آیت ۴۸

۸۱۔القرآن سورۃ الرحمٰن آیت ۷۲

۸۲۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۲۲۱

۸۳۔جمہرۃ خطب العرب ،عصر صدر الاسلام ص ۱۵۱ المکتبہ اسلامیہ بیروت لبنان

۸۴۔القرآن سورۃ النور آیت ۵۵

۸۵۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۲۶

۸۶۔ایضاً ص ۳۵۹

۸۷۔القرآن سورۃ نوح آیت ۲۶

۸۸۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۹۷

۸۹۔القرآن سورۃ الصافات آیت ۹۵

۹۰۔بانگ درا از کلیات اقبال ص ۲۰۵

۹۱۔ضرب کلیم ایضاً ص ۴۷۷

۹۲۔القرآن سورۃ الصافات آیت ۱۰۲

۹۳۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۰۶

۹۴۔القرآن سورۃ القصص آیت ۳۳

۹۵۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۳۲

۹۶۔القرآن سورۃ طٰہٰ آیت ۲۲

۹۷۔بال جبریل از کلیات اقبال ص ۳۱۷

۹۸۔القرآن سورۃ الشعراء آیت ۶۱

۹۹۔ ایضاً آیت ۶۳

۱۰۰۔ بال جبرئیل از کلیات اقبال ص ۴۵۹

۱۰۱۔ القرآن سورۃ الفتح آیت ۲۹

۱۰۲۔ ضرب کلیم از کلیات اقبال ص ۵۰۷

۱۰۳۔ القرآن سورۃ محمد آیت ۱۸

۱۰۴۔ القرآن سورۃ یونس آیت ۵۱

۱۰۵۔ بانگ درا از کلیات اقبال ص ۲۸۹

۱۰۶۔ القرآن سورۃ التین آیت ۶

۱۰۷۔ القرآن سورۃ الجاثیہ آیت ۱۳

۱۰۸۔ بال جبرئیل از کلیات اقبال ص ۳۴۱